Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296 Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Effects of Parents' Behavior on Children from an Islamic Perspective

اسلامی نقطہ نظر سے والدین کے رویوں کے اولاد پر اثرات

Kinza Yasmeen
MS Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila
kinzayasmeen91@gmail.com
Dr. Saeed Ahmed
Lecturer, Department of Islamic Studies HITEC University Taxila
saeed.ahmad@hitecuni.edu.pk

ABSTRACT

In Islam, parents hold a highly respected and influential position in shaping their children's character, faith, and behavior. The Holy Qur'an and Hadith emphasize that the family is the first institution where a child learns values, manners, and the basics of faith. Therefore, parents' attitudes and behavior deeply affect their children's personality and future conduct. When parents show love, kindness, patience, and fairness, children grow up with emotional stability, self-confidence, and strong moral values.On the other hand, harshness, neglect, or favoritism can lead to feelings of insecurity, rebellion, or emotional imbalance in children. Islam encourages moderation neither excessive strictness nor total freedom so that children develop discipline along with respect and love for their parents. Moreover, parents are responsible not only for their children's worldly upbringing but also for their spiritual and moral education. Parents must guide their children toward righteousness, prayer, honesty, and good behavior. In short, Islam teaches that the way parents behave through their words, actions, and treatment creates a lasting impact on their children's hearts and souls. Loving guidance, good example, and spiritual nurturing help raise children who are respectful, pious, and successful in both this world and the hereafter.

Keywords: *Parents, Children, Behaviours, Responsibility.*

والدین کے رویّے بچوں کی شخصیت، کردار اور مستقبل کی کامیابی پر گہرے اثرات ڈالتے ہیں۔ جب والدین اپنے بچوں کے ساتھ محبت، توجہ اور جذباتی حمایت کا اظہار کرتے ہیں تو بچے اعتماد، تحفظ اور سکون محسوس کرتے ہیں۔ ایسے بچے خود اعتمادی میں مضبوط، دوسروں سے بہتر تعلقات قائم کرنے والے اور زندگی کی مشکلات کا سامنا کرنے میں زیادہ متوازن ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر والدین حد سے زیادہ سختی یا دباؤ ڈالیں تو بچے خوف، جھجک یا اندرونی غصے کا شکار ہو سکتے ہیں۔ ایسی پرورش ان میں بغاوت، ضد یا احساسِ کمتری پیدا کر سکتی ہے، جو ان کی شخصیت کے توازن کو متاثر کرتی ہے۔ دوسری طرف اگر والدین ضرورت سے زیادہ نرمی دکھائیں اور بچوں کو مکمل آزادی دے دیں تو بچے نظم وضبط، ذمہ داری اور صبر کے اصول سیکھنے میں ناکام رہ سکتے ہیں، جس سے ان کی تعلیمی اور سماجی زندگی متاثر ہو سکتی ہے، اسی طرح اگر لاپرواہی اختیار کریں اور بچوں کی جذباتی یا عملی ضروریات کو نظر انداز کریں تو بچوں میں احساسِ محرومی، عدمِ تحفظ اور اعتماد کی کمی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ اکیلے پن یا منفی رویّوں کی طرف مائل ہو سکتے ہیں کیونکہ انہیں گھر سے وہ رہنمائی اور محبت نہیں ملتی جس کی انہیں ضرورت ہوتی ہے۔ والدین صرف کہنے سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے بھی بچوں کے لیے نمونہ بنتے ہیں۔ اگر وہ ایمانداری، وقت کی پابندی، دوسروں کا احترام اور تعاون جیسے اوصاف اپناتے ہیں تو بچے بھی انہی خوبیوں کو اپنی زندگی میں شامل کرتے ہیں۔ لیکن اگر والدین جھوٹ، جھگڑے یا منفی رویّے اپنائیں تو بچے انہی کو معمول سمجھ کر اپنا لیتے ہیں۔

والدین اور بچوں کے درمیان بات چیت بھی ان کے رویّے کا اہم حصہ ہے۔ اگر والدین بچوں کی بات کو توجہ سے سنیں، ان کی رائے کی قدر کریں اور کھلے دل سے گفتگو کریں تو بچے خود کو قابلِ احترام اور محفوظ محسوس کرتے ہیں۔ اس سے ان میں اعتماد، مسئلے حل کرنے کی صلاحیت اور بہتر فیصلہ سازی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح والدین اگر محبت کے ساتھ واضح حدود اور اصول مقرر کریں تو بچے نظم و ضبط، وقت کی اہمیت اور ذمہ داری سیکھتے ہیں۔ نہ زیادہ سختی اور نہ ہی مکمل آزادی، بلکہ متوازن رویّہ ہی بہترین تربیت کا ذریعہ بنتا ہے۔ والدین کا تعلیمی رویّہ بھی بچوں کی کارکردگی پر براہِ راست اثر ڈالتا ہے۔ جو والدین بچوں کو حوصلہ دیتے ہیں، مطالعہ کے لیے بہتر ماحول فراہم کرتے ہیں اور کامیابی پر تعریف کرتے ہیں، ان کے بچے زیادہ پرجوش، ذمہ دار اور کامیاب ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس، جو والدین زیادہ دباؤ ڈالتے ہیں یا دلچسپی نہیں لیتے، ان کے بچے ذہنی دباؤ، عدمِ دلچسپی یا خوف کا شکار ہو سکتے ہیں۔ بچپن میں والدین کے رویّے بچوں کی ذہنی صحت اور بالغ زندگی کے تعلقات کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ محبت، اعتماد اور سمجھ بوجھ پر مبنی پرورش سے بچے بڑے ہو کر متوازن، پُر اعتماد اور خوشگوار تعلقات رکھنے والے بالغ بنتے ہیں، جبکہ بچپن کے منفی تجربات بعض اوقات انہیں احساسِ تنہائی یا عدمِ اعتماد میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

والدین کے رویوں کے اولاد پر مثبت اثرات:

والدین کا رویہ بچوں کی زندگی میں ایک نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچوں کی تربیت، شخصیت کی تشکیل، اور ان کے رویوں میں والدین کی مثال اور سکھائی گئی اقدار اہمیت رکھتی ہیں۔ والدین کا محبت بھرا اور حمایت کرنے والا رویہ بچوں کو خود اعتمادی اور بہتر سماجی مہارتوں کی طرف مائل کرتا ہے، جبکہ سخت اور غیر مثبت رویہ بچوں میں خوف، عدم تحفظ، اور خود اعتمادی کی کمی پیدا کر سکتا ہے۔ ایک مثبت والدین کا رویہ بچوں کو یہ سکھاتا ہے کہ وہ خود پر اعتماد کریں، چیلنجز کا سامنا کرنے کی ہمت رکھیں، اور اپنی احساسات کو بیان کرنے میں آزاد ہوں۔ اس کے علاوہ، محبت اور حمایت کا ماحول بچوں کی ذہنی صحت کے لیے بھی اہم ہے، کیونکہ یہ انہیں جذباتی طور پر مضبوط بناتا ہے اور مسائل کے حل کرنے کی صلاحیت کو بڑھاتا ہے۔

اولاد کے دینی رجحانات اور تربیت پر والدین کے رویوں کے مثبت اثرات:

اولاد والدین کے لیے نہ صرف نعمت بلکہ امانت بھی ہے۔ ان کی شخصیت، کردار، اور مستقبل کی کامیابی کا بڑا انحصار والدین کے رویے پر ہوتا ہے۔ گھر کا ماحول، ماں باپ کا طرزِ گفتگو، محبت و شفقت، عدل و مساوات، اور دینی وابستگی بچوں کی سوچ اور عمل کو براہِ راست متاثر کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں والدین کو صرف جسمانی کفالت تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ اخلاقی اور دینی تربیت کو سب سے بڑی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کی روشنی میں والدین کے مثبت رویے اور اولاد کی دینی تربیت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا"[i]

ترجمہ: "اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہو۔"

یہ آیت بتاتی ہے کہ والدین کا عملی نمونہ اور مستقل مزاجی اولاد کو نماز اور عبادت کا عادی بناتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ [ii]

ترجمہ: "اور ان کے ساتھ رحم و شفقت سے عاجزی کا برتاؤ کرو۔"

یہ آیت والدین کے لیے سبق ہے کہ ان کا نرم رویہ اولاد کے اندر اخلاقی قدریں پیدا کرتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا"[iii]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔"

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ والدین پر ذمہ داری ہے کہ وہ اولاد کو ایمان، عبادت اور نیکی کی راہ پر لگائیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ"[iv]

ترجمہ: "یقیناً نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔" نماز کی پابندی کی طرف رغبت دلانے سے والدین اولاد کو عملی طور پر برائی سے بچانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں والدین کے مثبت رویے اور اولاد کی دینی تربیت:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو انہیں نماز کا حکم دو، اور دس سال کی عمر میں اگر نہ پڑھیں تو سختی کرو۔"[v]

یہ حدیث بتاتی ہے کہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ نرم رویے سے بچوں میں نماز کا ذوق پیدا کریں اور تدریجاً پختگی لائیں۔

رسول اللہ ﷺ بچوں کے ساتھ شفقت فرماتے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں:

"میں نے نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کسی کو اپنی اولاد اور گھر والوں پر مہربان نہیں پایا۔"[vi]

یہ تعلیم دیتی ہے کہ والدین کا نرم اور محبت بھرا رویہ ہی بچوں کے دلوں میں دین کی رغبت پیدا کرتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے بچوں کو تین چیزیں سکھاؤ: اپنے نبی کی محبت، ان کے اہلِ بیت کی محبت اور قرآن کی تلاوت۔" یہ حدیث بچوں کی ایمانی و اخلاقی تربیت میں والدین کے کردار کو اجاگر کرتی ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "مومن اپنے اچھے اخلاق کے ذریعے روزے دار اور رات کے نمازی کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔"[vii]

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ والدین جب اچھے اخلاق اپناتے ہیں تو ان کا اثر براہِ راست اولاد پر پڑتا ہے۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ والدین کے رویے اولاد کے دینی رجحانات اور تربیت پر گہرے اثرات ڈالتے ہیں۔ اگر والدین نماز، تلاوت اور نیک اخلاق کا عملی نمونہ پیش کریں، نرمی و شفقت کے ساتھ نصیحت کریں، اور بچوں کو تدریجی طور پر دین سے قریب کریں تو اولاد بھی دین داری، عبادات اور اخلاقیات میں والدین کی پیروی کرتی ہے۔ یوں ایک نیک اور صالح نسل وجود میں آتی ہے جو فرد اور معاشرے دونوں کے لیے خیر و برکت کا باعث بنتی ہے۔

۱۔ شخصیت کی تکمیل

والدین کے مثبت رویے اور عملی نمونے سے درج ذیل اثرات مرتب ہوتے ہیں:

بچوں کے اندر دینی رجحان کی مضبوطی والدین کے رویوں اور عملی نمونے کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جب والدین دین کو صرف نظریہ نہیں بلکہ عملی طرزِ زندگی بنا کر پیش کرتے ہیں تو بچے بھی دین کو زندگی کے ہر شعبے میں اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے ان میں نیکی اور بدی میں فرق کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور وہ گناہوں سے بچنے کی عادت اپناتے ہیں۔

عبادات بچے کی شخصیت میں مثبت تبدیلی پیدا کرتی ہیں۔ نماز اور روزے کی پابندی ان میں نظم وضبط اور وقت کی پابندی کا شعور پیدا کرتی ہے جبکہ عبادات کی باقاعدگی سے ان میں صبر، استقامت اور خود اعتمادی پروان چڑھتی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور عاجزی جیسی صفات بھی ان کی شخصیت کا لازمی حصہ بن جاتی ہیں۔ دینی تربیت بچوں کے اخلاقی اوصاف کو نکھارتی ہے۔ یہ جھوٹ، فریب اور بددیانتی سے بچا کر ان میں سچائی، امانت اور دیانت جیسی مثبت اقدار راسخ کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ والدین کی مثبت رہنمائی بچوں کو صبر، برداشت اور دوسروں کے ساتھ حسنِ سلوک کا خوگر بناتی ہے، جو ایک صالح معاشرتی فرد کی بنیادی خصوصیات ہیں۔

۲۔ اخلاقی ودینی اقدار کی منتقلی

جب والدین سچ بولنے اور وعدہ وفا کرنے کو اپنی زندگی کا اصول بناتے ہیں تو اولاد بھی یہی رویہ اپناتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔[viii]

بچوں کی تربیت میں والدین اگر بہن بھائیوں کے ساتھ مساوات کریں اور فیصلوں میں انصاف دکھائیں تو یہ روش بچے کے دل میں راسخ ہو جاتی ہے۔

بزرگوں کا احترام، چھوٹوں پر شفقت اور پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک جیسے اوصاف اگر والدین اپنائیں تو بچے بھی انہی اقدار کو سیکھتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔[ix]

والدین اگر اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیں، ضرورت مندوں کی مدد کریں تو بچے بھی قربانی اور ایثار کا جذبہ اپناتے ہیں۔

دینی اقدار وہ بنیاد ہیں جن پر ایک مسلمان کی پوری زندگی استوار ہوتی ہے۔

سب سے پہلی دینی قدر توحید کی تعلیم ہے۔ والدین اگر گھر کے ماحول میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس پر اعتماد کو ظاہر کریں تو یہ عقیدہ بچوں کی فطرت میں راسخ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا"

"اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا"

یہ آیت اس بات پر زور دیتی ہے کہ والدین کا رویہ اور ان کی دعائیں بچوں کی نیکی اور کامیابی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

لقمان علیہ السلام نے بیٹے کو محبت بھرے انداز میں سمجھایا:

"يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ"

"اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے"

یہ انداز ظاہر کرتا ہے کہ بچوں کو اصلاح اور تعلیم محبت اور نرمی کے ساتھ دینی چاہیے تاکہ وہ اسے دل سے قبول کریں۔ نماز، روزہ، قرآن کی تلاوت اور دعا کی عادت والدین کی عملی زندگی سے بچوں کو منتقل ہوتی ہے۔

جیسا کہ قرآن میں ہے:

"اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر قائم رہو۔" [x]

عبادات اور نیک اعمال کو صرف اللہ کے لیے انجام دینا، ریاکاری سے بچنا بھی دینی اقدار کا حصہ ہے۔ والدین اگر بچوں کو بتائیں کہ نیت کا اثر عمل پر پڑتا ہے تو وہ اپنی عبادات کو زیادہ خلوص سے انجام دیتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کرنا دینی اقدار کا بنیادی حصہ ہے۔ والدین اگر اپنی گفتگو اور زندگی میں سیرت النبی ﷺ کو نمونہ بنائیں تو بچے بھی اسی کو اپنی زندگی کا معیار بناتے ہیں۔

اخلاقی و دینی اقدار کی منتقلی والدین کی اولین ذمہ داری ہے۔ ان کی زندگی اگر ان اقدار کی عملی تفسیر ہو تو بچے کے لیے سیکھنا آسان ہو جاتا ہے۔ یوں گھر ایک ایسا ادارہ بن جاتا ہے جہاں سے دین و اخلاق کی خوشبو پورے معاشرے میں پھیلتی ہے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بچوں سے محبت فرماتے اور ان کے ساتھ کھیلتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت حسنؓ کو بوسہ دیا، اس پر ایک صحابی نے کہا: میرے دس بچے ہیں، میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ"[xi]

"جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

یہ حدیث بتاتی ہے کہ والدین کا محبت بھرا رویہ بچوں کے دل میں رحمت، نرمی اور مثبت سوچ پیدا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مومنین کے لیے شفیق اور مہربان قرار دیا:

"لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ"

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ محبت اور خیر خواہی دوسروں کو اعتماد فراہم کرتی ہے، اور والدین کی محبت بچوں میں یہ کیفیت پیدا کرتی ہے۔[xii]

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی دعا بیان کی:

"رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي"[xiii]

یہ دعا بتاتی ہے کہ والدین کی سب سے بڑی خواہش اولاد کا دین پر قائم رہنا ہونا چاہیے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ"[xiv]

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اچھے اخلاق سب سے قیمتی وراثت ہیں۔

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي"[xv]

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ اچھے ہیں۔ اور میں اپنے گھر والوں کیلئے تم سب میں اچھا ہوں۔

اس حدیث میں خصوصی طور پر والد کو یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کی بہترین مفاد اور تربیت کی خاطر اپنے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک کریں۔

حدیث میں نبی کریم ﷺ نے والد کے کردار کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"ما نحل والدٌ ولدَه من نِحْلٍ أفضلَ من أدبٍ حسنٍ"[xvi]

کوئی باپ اپنی اولاد کو اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں دے سکتا۔

قرآن میں نیک والدین کی دعاؤں کا ذکر ملتا ہے جو اولاد کی ہدایت اور کامیابی کا ذریعہ بنتی ہیں۔

"وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا"[xvii]

ترجمہ: "اور وہ لوگ جو دعا کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا دے۔"

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ نیک والدین اپنی اولاد کے لیے دعا کرتے ہیں، اور ان کی نیکی اولاد کے لیے باعثِ برکت بنتی ہے۔

صالح والدین کی برکت سے اولاد کی حفاظت:

حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے واقعے میں اللہ تعالیٰ نے یتیم بچوں کے مال کو محفوظ رکھا کیونکہ ان کے والد نیک تھے:

"وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا"[xviii]

ترجمہ: "اور ان دونوں کا باپ نیک تھا۔"

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ نیک والدین کی برکت سے اولاد کو دنیاوی نقصان سے بھی بچایا جاتا ہے، اور ان کی امانتیں محفوظ رکھی جاتی ہیں۔

اولاد نیک والدین کا صدقۂ جاریہ:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ"[xix]

ترجمہ: "جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے: صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔"

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ والدین کی نیکی اولاد کو بھی نیک بننے کی ترغیب دیتی ہے، اور وہ ان کے لیے دعا کرتے ہیں۔

نیک اولاد والدین کی مغفرت کا ذریعہ:

نبی ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ أَنَّى لِي هَذِهِ؟ فَيَقُولُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ"[xx]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ جنت میں بندے کے درجے بلند کرے گا۔ وہ کہے گا: اے پروردگار! یہ مرتبہ کیسے ملا؟ اللہ فرمائے گا: تیرے بیٹے کے تیرے لیے استغفار کرنے کی وجہ سے۔"

صالح والدین کی دعائیں اولاد کے لیے قبول ہوتی ہیں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ"[xxi]

ترجمہ: "تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا، اور والد کی دعا اپنے بیٹے کے حق میں۔"

یہ ظاہر کرتا ہے کہ نیک والدین کی دعائیں اولاد کے لیے خیر و برکت کا ذریعہ بنتی ہیں۔

والدین کے رویوں کا بچوں کے امور دینوی میں مثبت اثرات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَلاً طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَنِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ"[xxii]

اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے جو حلال اور پاکیزہ ہے کھاؤ، اور شیطان کے راستوں پر نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص حضور نبی اکرم کی خدمت میں عرض گزار ہوئے:

"يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مُسْتَجَابَ الدَّعْوَةِ."[xxiii]

یارسول اللہ! میرے لیے دعا فرمائیے کہ میں مستجاب الدعوات ہو جاؤں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"يَا سَعْدُ أَطِبْ مَطْعَمَكَ، تَكُنْ مُسْتَجَابَ الدَّعْوَةِ "[xxiv]

اے سعد! اپنا کھانا پاک بنالو، مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے۔

یعنی رزق حلال کھانے سے انسان کی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔

رحم مادر میں رزق حلال پر پرورش پانے والے بچے پر مثبت اثرات کا عکس تادم زیست اس کی شخصیت میں درج ذیل صورتوں میں نظر آتا ہے:

- اکل حلال اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی جنت تک رسائی حاصل کرنے کا راستہ ہے۔
- جب رزق حلال انسان کے بطن میں جاتا ہے تو اس سے خیر کے امور صادر ہوتے ہیں۔ بھلائیاں پھیلتی ہیں اور وہ نیکیوں کی اشاعت کا سبب بنتا ہے۔
- دل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کا شوق بڑھ جاتا ہے۔
- رزق حلال دعاؤں کی قبولیت کا سبب بنتا ہے۔
- اخلاق حسنہ مثلاً حلم، شکر، صبر، تقویٰ، تواضع پیدا ہوتے ہیں۔
- آخرت کی فکر دنیا کے غم پر غالب ہو جاتی ہے۔[xxv]

کیا وہ بچے کی اچھی تعلیم و تربیت کے لئے خود کو ہر دم تیار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں؟

کیا وہ اپنے بچے کی اچھی تعلیم و تربیت کرنے کے لئے خود تربیت حاصل کرتے ہیں؟

کیا بچوں کی تربیت کے لئے وہ صبر و تحمل، محبت و شفقت، علم نافع اور مزاج موزوں اپنانے کی کوششوں میں مصروف ہیں؟

اگر والدین ان جیسے سوالات کا مثبت جواب دیتے ہیں۔ اور واقعتاً وہ ان باتوں کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ تو سمجھ لیجئے یہی مثالی والدین بن سکتے ہیں۔[xxvi]

ا۔ تعلیم و تربیت میں رہنمائی اور نظم و ضبط:

والدین کے مثبت رویے بچوں کی تعلیمی کامیابی اور فکری ترقی پر براہ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔ جب والدین محبت اور حکمت کے ساتھ مطالعہ کی عادت ڈالتے ہیں، وقت کی پابندی سکھاتے ہیں اور سوالات کے جواب میں نرمی اختیار کرتے ہیں تو بچے میں اعتماد، یکسوئی اور علمی جستجو پروان

چڑھتی ہے۔ قرآن کریم میں حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو کی گئی نصیحتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ والدین کی ہدایات بچے کی فکری اور عملی زندگی کو سنوارنے میں بنیادی کردار رکھتی ہیں۔

۲۔ سماجی زندگی میں اخلاق و آداب کی تشکیل:

والدین کے مثبت رویے بچوں کو معاشرتی تعلقات میں حسنِ سلوک، عدل اور احترام سکھاتے ہیں۔ جب ماں باپ خود گفتگو میں نرمی اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں تو بچے میں بھی یہی عادت پختہ ہو جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: " یعنی تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا ہو"۔[xxvii]

یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ گھر میں والدین کا اخلاقی رویہ ہی بچے کے سماجی رویوں کو تشکیل دیتا ہے۔

۳۔ مالی ذمہ داری اور دنیاوی شعور:

والدین کے مثبت رویے بچوں کو مالی شعور اور ذمہ داری کا سبق دیتے ہیں۔ جب والدین بچپن ہی سے جیب خرچ میں توازن، بچت اور صدقہ کرنے کی عادت سکھاتے ہیں تو بچے میں دنیاوی کامیابی اور امانت داری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: " كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوتُ "[xxviii]

"یعنی انسان کے لیے یہ گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے زیر کفالت لوگوں کو ضائع کرے"۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کا مثبت اور ذمہ دار رویہ ہی بچوں میں معاشی نظم وضبط پیدا کرتا ہے۔

۴۔ شہری و اجتماعی زندگی میں مثبت کردار:

والدین کا رویہ بچوں کو اجتماعی زندگی میں قانون پسندی، خدمت خلق اور شہری ذمہ داری کا عادی بناتا ہے۔ اگر گھر میں اصول پسندی اور عدل کی فضا قائم ہو تو بچہ معاشرے میں قانون کا احترام کرتا ہے اور دوسروں کے ساتھ انصاف برتتا ہے والدین جب عملی طور پر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہیں تو ان کے بچے بھی ایک مثبت شہری اور ذمہ دار فرد بنتے ہیں۔

یوں والدین کے مثبت رویے بچوں کی تعلیمی، سماجی، نفسیاتی، مالی اور اجتماعی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں اور ان کی شخصیت کو دین و دنیا دونوں میں کامیابی کے لیے تیار کرتے ہیں۔

ایسے بچے آگے چل کر معاشرے کے لیے خیر و بھلائی کے نمائندہ بنتے ہیں۔ وہ اپنے کردار اور رویوں کے ذریعے امن، اخوت اور باہمی تعاون کو فروغ دیتے ہیں۔ ان کی نیکی اور اچھے اخلاق دوسروں کے لیے عملی نمونہ بن جاتے ہیں، یوں وہ نہ صرف اپنے خاندان بلکہ پورے معاشرے کے لیے خیر و برکت کا باعث بنتے ہیں۔ اولاد کی دینی تربیت میں والدین کا کردار سب سے بنیادی اور فیصلہ کن ہے۔ ان کے مثبت رویے، عملی نمونہ اور عبادات کی رغبت دلانے والے اقدامات نہ صرف بچے کو دین سے وابستہ کرتے ہیں بلکہ اسے ایک صالح اور ذمہ دار فرد بناتے ہیں۔ اس طرح گھر کا ماحول ایمان، محبت اور عبادت سے لبریز ہو جاتا ہے جو کہ پوری زندگی کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہے۔

والدین کے رویوں کے اولاد پر منفی اثرات:

اولاد کی تربیت میں والدین کا کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ ان کی مثبت رہنمائی جہاں بچوں کی شخصیت کو نکھارتی ہے، وہیں منفی رویے اولاد کی زندگی پر گہرے اور دور رس اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں والدین کو شفقت، عدل، حسنِ سلوک اور حکمت کے ساتھ بچوں کی

پرورش کا حکم دیا گیا ہے، لیکن جب ان اصولوں کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو اس کے نتیجے میں اولاد کے دینی، اخلاقی، نفسیاتی اور سماجی پہلو متاثر ہوتے ہیں۔ سختی، بے توجہی، عدمِ مساوات، ضرورت سے زیادہ پابندیاں یالا پرواہی جیسی رویّے بچوں میں بغاوت، احساسِ کمتری، اعتماد کی کمی اور مذہبی و اخلاقی اقدار سے دوری پیدا کر سکتے ہیں۔

اس فصل میں ان مختلف منفی رویّوں اور ان کے اثرات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے گا تا کہ یہ واضح ہو سکے کہ والدین کی معمولی کوتاہیاں بھی کس طرح نسلِ نو کے دین و دنیا پر منفی اثر ڈالتی ہیں۔

اولاد کے دینی رجحانات اور تربیت پر والدین کے منفی رویوں کے اثرات:

والدین کے رویے اولاد کی شخصیت سازی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، اس لیے اگر ان رویوں میں سخت مزاجی، بے توجہی، جھوٹ، بے انصافی یا ناجائز پابندیاں شامل ہوں تو یہ بچوں کی ذہنی و جذباتی نشوونما پر منفی اثر ڈالتی ہیں۔ ایسے ماحول میں پرورش پانے والے بچے اکثر اعتماد کی کمی، خوف، ضد، جھوٹ بولنے اور غیر ذمہ دارانہ رویوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ والدین کی دینی بے حسی اور غلط طرزِ عمل بچوں کو دین سے دور اور دنیاوی و اخلاقی اقدار سے بے پروا بنا سکتا ہے، جس کا اثر ان کی پوری زندگی اور معاشرتی کردار پر پڑتا ہے۔

والدین کی غفلت سے بچوں کی تربیت میں کمی واقع ہوتی ہے، قرآن میں ذکر کیا گیا ہے:

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا"[xxix]

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔"

والدین کی غفلت بچوں کی دینی، اخلاقی اور سماجی تربیت مین کمی کا باعث بنتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ"

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔[xxx]

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر والدین کا دین و اخلاق درست نہ ہو تو وہ اولاد کو بھی گمراہی میں ڈال سکتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کے دور میں ایک شخص نے شکایت کی کہ میرا بیٹا نافرمان ہے۔ جب تحقیق ہوئی تو پتا چلا کہ باپ نے اس کا نام برا رکھا، اچھی تعلیم نہیں دی اور نیک بیوی کا انتخاب نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"تم نے خود اپنے بیٹے پر ظلم کیا اور پھر اس کی نافرمانی کی شکایت لے کر آئے!"[xxxi]

کچھ منافقین کے بچے بھی منافق بنے کیونکہ والدین نے دوغلا پن، جھوٹ اور دین سے غداری کا ماحول گھر میں قائم رکھا۔ یہ مثال سورۃ المنافقون میں بھی واضح ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ"[3]

ترجمہ: "اے مسلمانو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں (۱) اور جو ایسا کریں وہ بڑے ہی زیاں کار لوگ ہیں۔"

یعنی مال اور اولاد کی محبت تم پر اتنی غالب نہ آجائے کہ تم اللہ کے بتلائے ہوئے احکام و فرائض سے غافل ہو جاؤ اور اللہ کی قائم کردہ حلال و حرام کی حدوں کی پروا نہ کرو۔ منافقین کے ذکر کے فوراً بعد اس تنبیہ کا مقصد یہ ہے کہ یہ منافقین کا کردار ہے جو انسان کو خسارے میں ڈالنے والا ہے۔ اہل ایمان کا کردار اس کے برعکس ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کو یاد رکھتے ہیں، یعنی اس کے احکام و فرائض کی پابندی اور حلال و حرام کے درمیان تمیز کرتے ہیں۔

والدین کے منفی رویّوں کے نتیجے میں اولاد کی شخصیت اور دین داری پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے یہ اثر عقیدے میں بگاڑ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں بچے شرک، بدعات اور باطل رسم ورواج کو دین کا حصہ سمجھنے لگتے ہیں۔ اسی طرح اخلاقی پہلو بھی متاثر ہوتا ہے اور اولاد میں جھوٹ بولنے، چوری کرنے، بے حیائی اختیار کرنے اور ظلم کرنے جیسی بری عادتیں پروان چڑھتی ہیں۔ اس کے علاوہ سماجی نقصان بھی سامنے آتا ہے، جب بچے معاشرے میں بدنامی کا باعث بنتے ہیں اور دوسروں کا اعتماد کھو بیٹھتے ہیں۔ سب سے خطرناک اثر دینی بے حسی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، جب عبادات میں غفلت اور دین سے بے رغبتی پیدا ہو جاتی ہے، جو بالآخر اولاد کو دین سے دور کر دیتی ہے اور ان کی زندگی پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔

دنیا بھر میں بچوں کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے جن میں ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ان کی اخلاقی تربیت صحیح طریقے سے نہیں کی جاتی۔ جس کی وجہ سے جب بچے جوان ہوتے ہیں تو وہ بہت سی برائیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ برائیاں اچانک پیدا نہیں ہوتیں بلکہ انسان اپنے ماحول سے ان کا اثر لیتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی بچہ گالی دیتا ہے اور اس کے والدین اس کی اصلاح کرنے کی بجائے نظر انداز کرتے ہیں تو وہ عادت بن جاتی ہے۔

اگر والدین بچوں کو وقت نہ دیں، ان کی بات نہ سنیں یا ان کے جذبات کی پرواہ نہ کریں تو بچوں میں احساسِ محرومی پیدا ہوتا ہے۔ یہ احساس بعد میں خود اعتمادی کی کمی، چڑچڑاپن اور ضدی رویے میں بدل جاتا ہے۔ اگر ایک بچہ والد کی توجہ حاصل کرنے کے لیے بار بار کوشش کرتا ہے لیکن والد ہمیشہ مصروف رہتے ہیں، تو بچہ یا تو خاموش ہو جائے گا یا پھر منفی رویوں کے ذریعے توجہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

مار پیٹ یا سخت سزائیں بچوں کے ذہن پر گہرے نقوش چھوڑتی ہیں۔ ایسے بچے یا تو خوفزدہ ہو جاتے ہیں یا پھر جارحانہ طبیعت کے مالک بن جاتے ہیں۔[xxxii]

اگر ایک والد اپنے بیٹے کو ہر غلطی پر مارتا ہے، تو وہ بچہ دوسروں کے ساتھ بھی پر تشدد رویہ اختیار کر سکتا ہے یا خوفزدہ ہو کر خود اعتمادی کھو دیتا ہے۔ اگر والدین کبھی نرمی اور کبھی سختی کریں، یا اصولوں پر قائم نہ رہیں تو بچے الجھن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے بچے اکثر بے ضابطہ، الجھے ہوئے اور غیر ذمہ دار بنتے ہیں۔ اگر والد کبھی ایک بات پر سخت سزا دیں اور دوسری بار وہی حرکت نظر انداز کر دیں، تو بچے صحیح اور غلط کا فرق نہیں سیکھ پاتے۔ والدین کے منفی رویے جیسے کہ بے اعتنائی، تشدد، موازنہ، غیر مستقل مزاجی اور محبت کی کمی بچوں پر گہرے منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ ایسے بچوں میں اعتماد کی کمی، جارحیت، الجھن، اور بعض اوقات نفسیاتی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ مثبت انداز تربیت اختیار کریں تاکہ اولاد ایک متوازن اور صحت مند شخصیت کی مالک بن سکے۔

والدین کے رویوں کا بچوں کے امورِ دنیوی میں منفی اثرات:

والدین کے منفی رویّے بچوں کے دنیاوی امور پر بھی منفی اثر ڈالتے ہیں۔ سختی، لاپروائی، اور جانبداری بچوں میں خوف، احساسِ کمتری اور بغاوت کو جنم دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں ان کی تعلیمی کارکردگی متاثر ہوتی ہے، منصوبہ بندی کی صلاحیت کمزور پڑتی ہے اور سماجی تعلقات میں مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ گھریلو کشیدگی اور عدم انصاف بچوں کے ذہنی سکون اور اعتماد کو متاثر کرتے ہیں، جو آگے چل کر ان کی عملی زندگی میں ناکامی اور غیر متوازن شخصیت کا سبب بنتے ہیں۔

سخت پرورش کا بچوں کے رویے پر اثر:

اکثر بچے والدین کے ہاتھوں بدسلوکی یا بے جا سختی کا نشانہ بنتے ہیں جو بچوں کی شخصیت پر بہت زیادہ گہرے اور برے اثرات مرتب کرتی ہے۔ بہت سے والدین اولاد کی زندگی کو سنوارنے کی کوشش میں نفسیاتی طور پر اپنی اولاد پر حاوی رہتے ہیں جو ان کی شخصیت کو بری طرح توڑ پھوڑ سکتی ہے۔[xxxiii]

ایسے سخت گیر والدین جو بچوں پر ضرورت سے زیادہ تنقید اور سزا دینے کا رویہ اختیار کرتے ہیں وہ سلوک بچوں کی جسمانی، جذباتی اور نفسیاتی فلاح و بہبود پر سنگین اثرات مرتب کر سکتا ہے۔

جذباتی نقصان:

اس حوالے سے یو سی ایل اے میں کلینیکل سائیکیٹری کے پروفیسر ڈاکٹر ڈین سیگل کا کہنا ہے کہ سخت گیر والدین اپنی اولاد میں بڑھتے ہوئے دباؤ، بے چینی اور ڈپریشن کا سبب بن سکتے ہیں جن بچوں کے والدین اس قسم کا رویہ رکھتے ہیں وہ اکثر اعتماد کی کمی، ناکامی کے خوف اور ادھوری شخصیت کے احساسات کا شکار ہوتے ہیں۔

دماغی نشوونما پر اثرات:

نیوروسائنٹسٹ ڈاکٹر بروس پیری کی تحقیق کے مطابق سخت گیر والدین بچوں کی دماغی نشوونما میں تبدیلی کا باعث بن سکتے ہیں، خاص طور پر دماغ کے وہ حصے جو جذباتی کنٹرول اور جذبات کے اظہار کا کام انجام دیتے ہیں، اس کے نتیجے میں بچوں کو اپنے جذبات پر قابو رکھنے میں مشکلات، غیر متوقع رویے اور جارحیت جیسے مسائل کا سامنا ہو سکتا ہے۔[xxxiv]

بچوں پر والدین کی سختی کے اثرات ان کی جوانی تک برقرار رہ سکتے ہیں اور وقت کے ساتھ یہ خطرات مزید بڑھ بھی سکتے ہیں۔ ان خطرات میں ذہنی صحت کے مسائل جیسے کہ ڈپریشن، بے چینی، منشیات کا استعمال وغیرہ شامل ہیں جو خود والدین کی مشکلات کا باعث بن سکتے ہیں۔

جب والدین بچوں کی ہر سرگرمی، فیصلے، اور رائے پر سخت کنٹرول رکھتے ہیں، تو بچے خود مختاری اور خود اعتمادی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے فیصلے خود کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور ہمیشہ کسی اور کی منظوری کے محتاج رہتے ہیں۔ یہ رویہ بچوں میں خوف اور بے یقینی پیدا کرتا ہے۔

والدین کی بے توجہی کے حل کے لیے ضروری ہے کہ وہ روزانہ بچوں کے ساتھ معیاری وقت گزاریں، چاہے وہ چند منٹ ہی کیوں نہ ہوں، لیکن ان میں توجہ اور محبت بھرپور ہو۔ بچے کی بات سننا، اس کے احساسات کو تسلیم کرنا، اور چھوٹی کامیابیوں پر سراہنا اس کے اعتماد کو بحال کرتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ اپنی مصروفیات میں سے گھر اور بچوں کے لیے مخصوص وقت نکالیں، گھر میں مثبت اور محبت بھرا ماحول قائم کریں، اور مشترکہ سرگرمیوں (کھیل، کہانیاں، مطالعہ) کے ذریعے تعلق مضبوط کریں۔ اس طرح بچہ خود کو اہم، محفوظ اور محبت کے قابل محسوس کرے گا۔

حلال اور طیب میں فرق:

رزقِ حلال وہ ہے جو شرعی طور پر جائز ذرائع سے، اپنی جسمانی یا ذہنی محنت کے ذریعے حاصل کیا جائے اور جس میں کسی کا حق نہ مارا گیا ہو، جبکہ رزقِ طیب وہ مال ہے جو پاکیزہ، مفید اور فطرت کے مطابق ہو۔ اگرچہ کوئی چیز حلال ہو سکتی ہے، لیکن اگر وہ جسم کے لیے نقصان دہ ہو تو طیب نہیں کہلاتی، جیسے بغیر علاج کے پتے کھانا۔ حلال رزق روح کو تقویت دیتا ہے اور طیب رزق جسم کو طاقت بخشتا ہے۔ انسان کی تخلیق اعلیٰ مقصد کے لیے ہوئی ہے، اور اسے خیر و شر میں تمیز کی صلاحیت دی گئی ہے تاکہ وہ نہ صرف اپنی بھلائی کا خیال رکھے بلکہ دوسروں کے لیے بھی نفع بخش بن سکے۔[xxxv]

انسان کی عائلی و سماجی زندگی کا آغاز گھر سے ہوتا ہے، جو معاشرتی ڈھانچے کی بنیادی اکائی ہے اور جہاں ہر فرد اپنی ذمہ داری سے اس اکائی کو مضبوط بناتا ہے۔ نومولود کے لیے گھر کا ماحول اولین درسگاہ ہوتا ہے، جہاں والدین کے رویے اور طرزِ زندگی بچے کی شخصیت کی بنیاد رکھتے ہیں۔ والدین کا باہمی احترام، صبر و تحمل، اور مثبت گفتگو بچے کی ذہنی نشو و نما پر خوشگوار اثر ڈالتی ہے، جبکہ اختلافات، تلخ کلامی اور منفی جذبات بچوں کی شخصیت کو مجروح کر سکتے ہیں۔ بچے اپنی ابتدائی عمر میں والدین کی عادات، زبان، آداب اور معاشرتی اقدار سیکھتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ والدین ان پہلوؤں میں محتاط اور مثالی کردار ادا کریں۔ بچوں کا موازنہ دوسروں سے کرنے کی بجائے ان کی انفرادی صلاحیتوں کو سراہا جائے تاکہ ان میں خود اعتمادی، محنت اور حوصلہ پیدا ہو۔ والدین کو وقت کی کمی کے باعث بچوں کو حد سے زیادہ موبائل یا تفریحی آلات کے حوالے کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ اس سے ان کی جسمانی اور ذہنی صحت متاثر ہوتی ہے اور والدین سے دوری اور بدتمیزی جیسے رویے جنم لیتے ہیں۔ گھر کا ماحول محبت، برداشت اور مثبت سرگرمیوں سے بھرپور ہونا چاہیے تاکہ بچے ایک صحت مند، باادب اور کامیاب انسان بن سکیں۔[xxxvi]

ایامِ نوعمری میں بچوں کی تربیت کے ساتھ ان کے نفسیاتی تقاضوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ یہ عمر شخصیت کی تشکیل اور ذہنی پختگی کی بنیاد رکھتی ہے۔ معمولی کامیابیوں پر تعریفی الفاظ سے حوصلہ افزائی، عمر کے مطابق مفید چیزوں کی فراہمی، نرم رویہ اور دلچسپی کو مثبت سرگرمیوں کی طرف موڑنا بچے کی ذہنی و جذباتی ترقی میں مددگار ہوتا ہے۔ لڑکپن اور بلوغت کے دوران والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو نفسیاتی مسائل سے بچانے کے لیے ان کے ساتھ محبت، رہنمائی اور اعتماد کا رشتہ قائم رکھیں۔ روشن خیالی کے نام پر مغربی افکار اور کلچر سے بچاتے ہوئے بچوں کو وسیع النظری، مشرقی روایات اور اخلاقی اقدار کی تعلیم دینا چاہیے۔ تربیت کے ساتھ ساتھ بچوں کی مجالس، میل جول اور بیرونی اثرات پر نظر رکھنا بھی ضروری ہے، تاکہ وہ منفی رجحانات سے محفوظ رہیں۔ دینِ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اس لیے بچوں کے دل میں اللہ کا خوف اور نیکی کی رغبت پیدا کرنے کے لیے صالح افراد کی صحبت، علماء کی مجالس اور روحانی تربیت کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ ایک متوازن، باکردار اور کامیاب زندگی گزار سکیں۔[xxxvii]

نبی کریم ﷺ کا قولِ مبارک اس بابت ہمارے لیے بہترین مشعلِ راہ ہے:

"إِنَّمَا مَثَلُ الجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالجَلِيسِ السَّوْءِ، كَمَثَلِ صَاحِبِ المِسْكِ وَكِيرِ الحَدَّادِ، فَصَاحِبُ المِسْكِ: إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَكِيرُ الحَدَّادِ: إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً"[xxxviii]

"نیک ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال ایسی ہے جیسے مشک والے اور بھٹی پھونکنے والے کی۔ مشک والا یا تو تمہیں تحفہ دے گا، یا تم اس سے خوشبو خرید سکو گے، یا کم از کم تمہیں اچھی خوشبو ملے گی، جبکہ بھٹی پھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تمہیں اس سے بدبو ملے گی۔"

بچوں کی تربیت میں ماحول، صحبت اور والدین کا رویہ بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اچھی صحبت خوشبو کی مانند فائدہ دیتی ہے، جبکہ بُری صحبت نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ بچوں کو پر اعتماد بنانے کے لیے ان کے ساتھ ذہنی ہم آہنگی رکھنا اور نفع و نقصان کی پہچان سکھانا ضروری ہے تاکہ وہ باکردار شہری بن سکیں۔ آج کے مصروف دور میں والدین کی غفلت اور ٹیکنالوجی کے بے جا استعمال نے بچوں کو ذہنی دباؤ اور تنہائی میں مبتلا کر دیا ہے، خاص طور پر کووڈ-19 کے بعد بچوں میں ذہنی بیماریوں اور خودکشی کے رجحانات میں اضافہ ہوا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کی شخصیت میں آنے والی تبدیلیوں پر نظر رکھیں، سوشل میڈیا کے استعمال کو محدود کریں، اور محبت، توجہ اور حوصلہ افزائی سے ان کی ذہنی صحت کا خیال رکھیں، کیونکہ ہر بچہ اپنی انفرادی جدوجہد سے آگے بڑھتا ہے اور والدین کا مثبت کردار اس کی کامیابی کی کنجی ہے۔[xxxix]

رزق حرام کے منفی اثرات:

حرام یا مشتبہ رزق کھانے سے انسان میں بہت ساری روحانی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ کام چوری، والدین اور بزرگوں کی نافرمانی، جھوٹ، بے ایمانی، چوری، دغا اور فریب وغیرہ۔ رزق حرام کھانے والا ہمیشہ دل میں ندامت وپشیمانی محسوس کرتا ہے۔ اور رزق حلال کھانے والا ہمیشہ طبیعت میں انشراح محسوس کرتا ہے۔ تقوی کی پہلی سیڑھی ہی رزق حلال وطیب سے شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ غذا کا اثر انسان کے قلب ودماغ، جذبات واحساسات اور سوچ وافکار پر پڑتا ہے۔ جب انسان زرق حلال کا اہتمام کرتا ہے تو اس کے جذبات واحساسات اور سوچ وخیال میں نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی نیتیں پاکیزہ ہو جاتی ہیں اور آرزوئیں نفیس ہو جاتی ہیں۔ فطری طور پر اس کے دل میں اچھے خیالات جنم لیتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس حرام اور مشتبہ غذا کے استعمال سے دل میں اچھے جذبات اور دماغ میں اچھے خیالات جنم نہیں لیتے۔ پھر اس کی نیتیں پاکیزہ رہتی ہیں اور نہ ہی اس کی آرزوں میں نفاست پیدا ہو جاتی ہے۔ خود احتسابی کا عمل اس کے لئے بہت مشکل بن جاتا ہے۔ اور خدا کی موجودگی کا احساس اس کے دل سے تقریبا غائب ہونے لگتا ہے۔ یہ سب حرام اور مشتبہ غذا کی کارستانیاں ہیں۔[xl]

حرام کی کمائی کے نقصانات قرآن وحدیث کی روشنی میں انتہائی واضح اور سخت انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ اسلام میں رزقِ حلال کی بہت اہمیت ہے، اور حرام کمائی نہ صرف دنیا میں فساد اور بے برکتی کا سبب بنتی ہے بلکہ آخرت میں سخت عذاب کا بھی باعث بنتی ہے۔

- حرام کھانے سے عبادات قبول نہیں ہوتیں۔

"يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا"[xli]

ترجمہ: "اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک عمل کی شرط حلال کھانا ہے۔ اگر کمائی حرام ہو تو عمل صالح بھی قبول نہیں ہوتا۔

- سود اور حرام مال اللہ کے ساتھ جنگ کے برابر۔

"فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ"[xlii]

"اگر تم سود لینا نہ چھوڑو تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

سود جو کہ حرام مال کی ایک شکل ہے، اس پر اللہ تعالیٰ جنگ کا اعلان فرما رہا ہے، جو اس کے سنگین نتائج کو ظاہر کرتا ہے۔

- حرام مال جہنم کا ایندھن بنے گا۔

"الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا"[xliii]

جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور وہ جلد جہنم میں داخل ہوں گے۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ حرام کمائی انسان کو جہنم میں لے جاتی ہے

"إن الله طيب لا يقبل إلا طيباً..."[xliv]

"اللہ پاک ہے اور صرف پاک (حلال) چیزوں کو قبول کرتا ہے۔"

ایک شخص دعا کرتا ہے، حج کرتا ہے، مگر اس کا کھانا، پینا، لباس سب حرام ہو تو نبی ﷺ نے فرمایا: "فَأَنَّىٰ يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟" (اس کی دعا کیسے قبول ہو؟)

"كل جسد نبت من سحت فالنار أولى به"[xlv]

"ہر وہ جسم جو حرام مال سے پلا ہو، تو جہنم اس کا زیادہ حق رکھتی ہے۔"

حرام مال سے پرورش پانے والا جسم گویا جہنم کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

" مَن جَمَعَ مَالًا حَرَامًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ، لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيهِ أَجْرٌ، وَكَانَ إِصْرُهُ عَلَيْهِ "[xlvi]

"جو شخص حرام مال جمع کرے اور پھر اس میں سے صدقہ دے، تو اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ اس کا گناہ باقی رہے گا۔"

حرام کمائی انسان کی دنیا و آخرت دونوں کو تباہ کرتی ہے۔ قرآن و حدیث میں حلال رزق کی اہمیت اور حرام مال سے بچنے کی تاکید بار بار کی گئی ہے۔ مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے رزق کو پاک رکھیں تاکہ ان کے اعمال، دعائیں اور اولاد بھی پاکیزہ ہوں۔

والدین کے رویوں کا اولاد پر انتہائی گہرا اثر ہوتا ہے، اور جب یہ رویے منفی ہوں تو اولاد کی شخصیت، دین داری، اخلاق، تعلیم اور معاشرتی تعلقات سب متاثر ہوتے ہیں۔ سختی، بے توجہی، غیر مستقل مزاجی، جھوٹ اور تشدد جیسے رویے بچوں میں خوف، احساسِ کمتری، بغاوت، ضد اور جارحیت پیدا کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں وہ عبادات میں غفلت، دینی اقدار سے دوری اور اخلاقی بگاڑ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح دنیاوی پہلوؤں میں بھی ان کی تعلیمی کارکردگی متاثر ہوتی ہے، سماجی تعلقات میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں، اور وہ نفسیاتی دباؤ، چڑچڑاہٹ اور غیر متوازن شخصیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حرام یا مشتبہ رزق اولاد کی فطرت کو مزید بگاڑ دیتا ہے اور ان میں منفی رویوں کو بڑھاتا ہے۔ ایسے بچے جوانی میں بھی ذہنی مسائل، ڈپریشن اور معاشرتی بگاڑ میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ ان مسائل سے بچنے کے لیے والدین کو اپنی تربیتی حکمتِ عملی پر نظرِ ثانی کرنا چاہیے۔ سب سے پہلے گھر کے ماحول کو محبت، صبر، عدل اور برداشت سے بھرپور بنانا ضروری ہے۔ بچوں کو مناسب وقت دینا، ان کی بات سننا، اور کامیابیوں پر سراہنا ان کے اعتماد کو بحال کرتا ہے۔ سزا کی بجائے مثبت حوصلہ افزائی اور رہنمائی کا طریقہ اختیار کیا جائے تاکہ بچے خوف کے بجائے محبت سے سیکھیں۔ والدین کو اپنی کمائی کو حلال اور پاکیزہ ذرائع سے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ اولاد کی فطرت بھی صاف اور مثبت رہے۔ بچوں کی صحبت، میل جول اور سوشل میڈیا سرگرمیوں پر نظر رکھنا اور انہیں نیک صحبت و دینی ماحول فراہم کرنا ضروری ہے۔ تربیت کے دوران اعتدال، مستقل مزاجی اور عملی مثالیں پیش کرنا بچوں کو ایک متوازن اور باکردار شخصیت بنانے میں مدد دیتا ہے۔

---

i طٰہٰ20: 132

ii الإسراء17: 24

iii التحريم66: 6

iv العنكبوت29: 45

v :الجامع الصغیر از امام جلال الدین سیوطی ج 1، ص 14، ح 59

vi : بخاری کتاب الأدب باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته ،ج8 ،ح5996 ، ص497

vii : سنن ابی داؤد کتاب: الأدب فی حسن الخلق،ج 5 ، ح 4798، ص 274

viii بخاری، الجامع الصحیح، ح 6094۔

ix احمد بن حنبل، ابو عبداللہ احمد بن محمد الشیبانی۔ المسند۔ (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء)، ح 23408۔

x طٰہٰ: 132

xi بخاری، الجامع الصحیح ، کتاب: الهبۃ وفضلها، باب: الهبۃ للولد، ح 2587، تحقیق: محمد زہیر بن ناصرالناصر، (الریاض: دار طوق النجاۃ، طبع اول، 1422ھ)، ج 5، صفحہ 2140۔

xii التوبہ 128:9

xiii مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب: الهبات، باب: کراهیۃ التفضیل بین الاولاد فی الهبۃ، حدیث نمبر 1623، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، بلا تاریخ)، جلد 3، صفحہ 1241

بخاری، الجامع الصحیح، کتاب: الهبۃ وفضلها، باب: الهبۃ للولد، ح 2587، تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، (الریاض: دارطوق النجاۃ، طبع اول، 1422ھ)، جلد 5، صفحہ 2140۔

xv الترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ جامع الترمذي، کتاب المناقب، باب فضل أزواج النبي ﷺ، ح: 3895۔

xvi الترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ جامع الترمذي، کتاب البر والصلة، باب ما جاء في أدب الولد، ح: 1952۔

xvii الفرقان25: 74

xviii الکہف18: 82

xix صحیح مسلم ح: 1631 ، جلد 3، (مطبوعہ دار إحياء التراث العربى، بيروت) ،ص1255

xx احمد بن حنبل، مسند الإمام احمد بن حنبل، تحقیق: شعیب الارنوؤط، بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 2001، حدیث: 10232۔

xxi ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب دعوۃ الوالد، حدیث: 3862، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، بیروت: دار الفکر، 1994۔

xxii البقرہ128:2

xxiii مسلم، صحیح مسلم۔کتاب الدعوات، ح: 1731۔

xxiv ایضاً

xxv ڈاکٹر محمد طاہر القادری،بچوں کی پرورش اور والدین کا کردار، منہاج القرآن پرنٹرز ، لاہور، 2017ءص:86

xxvi ڈاکٹرمحمد یونس خالد، مثالی والدین اور ان کی سات خصوصیات،1،اپریل،2021

xxvii سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب اہل بیت النبی ﷺ، ح: 3895

xxviii ابو داؤد، سلیمان بن اشعث۔ سنن أبي داؤد۔ تحقیق: محمد محی الدین عبد الحمید۔ قاہرہ: المطبعة السلفيہ، 1952، ح: 1692۔

xxix : سورۃ التحریم 6:66

xxx مسلم بن الحجاج النیسابوری، الجامع الصحیح المعروف بـ صحيح مسلم، كتاب: القدر، باب: معنى كل مولود يولد على الفطرة وحكم موت أطفال الكفار

وأطفال المسلمين، ح: 2658، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقی، (بيروت: دار إحياء التراث العربي، بلا تاريخ)، جلد 4، ص 2047۔

xxxi ابن أبي شيبة، المصنف، كتاب: الآداب، باب: ما قالوا في برّ الوالد باب ما جاء في عقوق الوالدين، رقم 34358

3 سورۃ المنافقون 9:63

xxxii Gershoff, E. T. (2002). Corporal punishment by parents and associated child behaviors and experiences: A meta-analytic and theoretical review. Psychological Bulletin, 128(4), 539–579

xxxiii دیکھیے:اےآر وائی نیوز، والدین کا سخت رویہ اولاد پر کیا اثرات مرتب کرتا ہے؟2 اکتوبر 2024

xxxiv دیکھیے:اےآر وائی نیوز، والدین کا سخت رویہ اولاد پر کیا اثرات مرتب کرتا ہے؟2 اکتوبر 2024

xxxv دیکھیے:محبوب الرحمٰن ، اولاد کی تربیت میں والدین کے رویّوں کا کردار، Aug 13, 2023

xxxvi دیکھیے:محبوب الرحمٰن ، اولاد کی تربیت میں والدین کے رویّوں کا کردار، Aug 13, 2023

xxxvii ایضاً

xxxviii بخاری،الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب فی العطار، ح: 2101، ج 2 ، ص 746

xxxix دیکھیے:ڈان نیوز، والدین کیلئے بچوں کی ذہنی صحت کے بارے میں جاننا کتنا ضروری ہے، 20 ستمبر 2023

xl ڈاکٹر محمد یونس خالد ،تربیت میں حلال غذا کا کردار،July 13, 2022

xli المؤمنون51:23

xlii البقرہ2: 279

xliii النساء4: 10

xliv صحیح مسلم: 1015

xlv سنن الترمذی،ح: 614

xlvi ابن خزیمہ: 2315